



<https://fruit-chat.com/>

<https://fruit-chat.com>

# ترتیب

- ۹ ، برسات
- ۱۰ ، بازگشت
- ۱۱ ، شب ویراں
- ۱۲ ، نیاموہ
- ۱۳ ، ہیں آباد لاکھوں جہاں میرے دل میں
- ۱۵ ، رشتہ خیال
- ۱۶ ، روشنی
- ۱۷ ، آہِ شب
- ۱۸ ، حدیثِ دل
- ۲۰ ، خزاں
- ۲۱ ، ایک لڑکی
- ۲۲ ، عینم
- ۲۳ ، من مودکھ
- ۲۵ ، پت جھڑ
- ۲۶ ، سراپا
- ۲۸ ، اشکِ روان کی نثر ہے اور ہم ہیں دوستو
- ۲۹ ، برہا کا گیت
- ۳۰ ، ملن کی رات
- ۳۱ ، پریم کمانی

شراب ، ۶۰  
 کھینا ، ۶۱  
 بیگانگی کا اہر گراں بار کھل گیا ، ۶۲  
 میں ، ۶۳  
 میں اور بادل ، ۶۴  
 ابھیماں ، ۶۵  
 اپدیش ، ۶۶  
 شیش محل ، ۶۷  
 تنہائی ، ۶۸  
 چور دروازے ، ۶۹  
 رات یوں تو جو ادا تیری تھی محبوبانہ تھی ، ۷۰  
 میں ، وہ اور رات ، ۷۱  
 دکھ کی بات ، ۷۲  
 مدد بھرا ، ۷۳  
 خواب گاہ ، ۷۴  
 خوشی کا گیت ، ۷۵  
 ایک رات کی بات ، ۷۶  
 جادوگر ، ۷۷  
 ہوائے شوق کے رنگیں دیار جلنے لگے ، ۷۸  
 ایک پرانی ریت ، ۷۹  
 ایک آسیبی رات ، ۸۰  
 اپنے گھر میں ، ۸۱  
 رات تلک پر رنگ برنگی آگ کے گولے چھوٹے ، ۸۲  
 ایک پسیلی ، ۸۳  
 نہیں اور وہ ، ۸۴

رات کی اذیت ، ۳۳  
 میرا میں ، ۳۴  
 ان سے نین مل کے دیکھو ، ۳۵  
 لیٹے ، ۳۶  
 طہسات ، ۳۷  
 آتما کا روگ ، ۳۸  
 دُورسی ، ۳۹  
 موت ، ۴۰  
 حقیقت ، ۴۱  
 اس جہنم سے بھری شب میں بجلی جو کوہک جائے ، ۴۲  
 کون ؟ ، ۴۳  
 اشارے ، ۴۴  
 کال ، ۴۵  
 یہ لڑکی جو اس وقت سر بام کھڑی ہے ، ۴۶  
 زنداں ، ۴۷  
 غلش ، ۴۸  
 آخری عمر کی باتیں ، ۵۰  
 شبِ خون ، ۵۱  
 پاگل پن ، ۵۲  
 بے بسی ، ۵۳  
 جادو کا کھیل ، ۵۴  
 وہ جو میرے پاس ہو کر کسی کے گھر گیا ، ۵۵  
 ایک رسم ، ۵۶  
 بے وفائی ، ۵۷  
 دُور کے نگر ، ۵۸

بچوں جیسی باتیں ، ۸۶

قطعہ ، ۸۷

قطعہ ، ۸۸

گیت

تم جلتی رہو — تم جلتی رہو ، ۸۹

کس کس سے ہم پریت نبھائیں ، ۹۰

رادھکے کو مل ہر دے میں کھے کا منازور ، ۹۱

دو پھر سانولی رجنی نے تاروں بھرا آنچل لہرایا ، ۹۲

بات تو دیکھو پاگل من کی ، ۹۳

رات اندھیری بادل برسے ، ۹۴

من سورکھ کی ایک نہ مانو ، ۹۵

ڈوب گیا اب شام کا سورج آٹھ کالی رات ، ۹۶

## برسات

آہ! یہ بارانی رات

مینہ، ہوا، طوفان، رقصِ صاعقات

شش جہت پر تیرگی اُمڈی ہوئی

ایک سناٹے میں گم ہے بزمِ گاہِ حادثات

آسماں پر بادلوں کے قافلے بڑھتے ہوئے

اور مری کھڑکی کے نیچے کانپتے پیڑوں کے ہات

چار سوا آوارہ ہیں

بھولے، بسرے واقعات

جھکڑوں کے شور میں

جانے کتنی دُور سے

سُن رہا ہوں تیری بات

# بازگشت

یہ صدا  
یہ صدائے بازگشت  
بکراں وسعت کی آوارہ پری  
سست روجھیلوں کے پار  
نم زدہ پیڑوں کے پھیلے بازوؤں کے آس پاس  
ایک غم دیدہ پرند  
گیت گاتا ہے مری ویران شاموں کے لیے

# شب ویراں

یوکلپٹس کے پیڑ کے اوپر  
ٹھٹھڑے تاروں کے پھیلے جگل میں  
چاند تنہا اُداس پھرتا ہے  
یوکلپٹس کی سر شاخوں سے  
ٹھنڈے جھونکے لپٹ کے روتے ہیں  
یوکلپٹس کے پیڑ کے نیچے  
خشک پتے ہوا میں اُڑتے ہیں

تم سے کون کہے یہ چاہت رات کی راستہ، مٹ جائیگی  
رات کی مہکی سیج کی خوشبو، دن آیا تو مٹ جائیگی

یوں ہی ہر من موہنی صورت  
دل میں جو بس جاتی ہے  
رو رو کر سمجھاتی ہے  
”میں سچی ہوں۔“

## نیاموہ

تم بھی کہو — تم سچی ہو!  
تم بھی ان کا جل سے سچی آنکھوں میں آنسو لے آؤ  
تم بھی ان کو مل ہونٹوں سے چاہت کے سنگیت سناؤ

ایسی رات میں جب آکاش پہ گہرا، گھور اندھیرا ہے  
دُور دُور کی آوازوں نے شکھ کا جال بھیرا ہے  
تم بھی چھیڑ کے پریت کی باتیں، بھولے پسر غم کو جگاؤ

تم سے کہوں میں، مجھ سے کہو تم  
ساتھ نبھانے والی باتیں  
دل کو بھانے والی باتیں

## غزل

ہیں آباد لاکھوں جہاں میرے دل میں  
کبھی آؤ دامن کشاں میرے دل میں

اُترتی ہے دھیرے سے راتوں کی چُپ میں  
ترے رُوپ کی کہکشاں میرے دل میں

اُبھرتی ہیں راہوں سے کرنوں کی لہریں  
سُسکتی ہیں پرچھائیاں میرے دل میں

وہی نور کی بارشیں کاخ و کوہ پر  
وہی جھٹپٹے کا سماں میرے دل میں

زمانے کے لب پر زمانے کی باتیں  
مری دکھ بھری داستاں میرے دل میں

کوئی کیا رہے گا جہاں فنا میں  
رہو تم رہو جاو داں میرے دل میں

## رشتہ خیال

کبھی کسی بام کے کناے  
اُگے ہوئے پیر کے سہاے  
مجھے ملی ہیں وہ مست آنکھیں  
جو دل کے پامال ہیں اُتر کر  
گئے دنوں کی کچھائیں چھانکیں

کبھی کسی اجنبی نگو میں  
کسی اکیلے اداس گھر میں  
پری رُخوں کی حسیں سبھائیں  
کسی بہارِ گرِیزِ پائیں  
کبھی سرِ رہ، کبھی سرِ کوہ  
کبھی پسِ در، کبھی لبِ جو  
مجھے ملی ہیں وہی نگاہیں  
جو ایک لمحے کی دوستی میں  
ہزار باتوں کو کہنا چاہیں



## روشنی

تھکی تھکی گلوں کی بو  
بھٹک رہی ہے جو بہ جو

چھلک رہے ہیں چار سُو  
لبوں کے رس بھرے سَبُو

ہوا چلی تو چیل پڑیں  
کہانیاں سی کو بہ کو

لب لب مہ و نجوم پر  
رُکی رُکی سی گفنتگو

یہ اک خلا سے دم بخود  
یہ اک جہانِ آرزو

گئے دنوں کی روشنی  
کہاں ہے تو، کہاں ہے تو

## آمدِ شب

دئے ابھی نہیں چلے

درخت بڑھتی تیرگی میں چھپ چلے  
پرندت افلوں میں ڈھل کے اُڑ چلے  
ہوا ہزار مرگِ آرزو کا ایک غنم لیے  
چلی پہاڑیوں کی سمت رُخ کیے  
کھلے سمندروں پر کشتیوں کے بادباں کھلے  
سوادِ شہر کے کھنڈر

گئے دنوں کی خوشبوؤں سے بھر گئے  
اکیلی خواب گاہ میں  
کسی حسین نگاہ میں

الم میں لپٹی چاہتیں وروِ شب سے جاگ اٹھیں  
ہے دل کو بے کلی، سیاہ رات آتے گی  
جلو میں دکھ کی لاگ کو لیے ہوئے  
نگر نگر پہ چھاتے گی



## حدیثِ دل

کبھی تو بن جائے گا سارا  
کسی افق کا کوئی ستارا  
اسی تمنا میں مضطرب ہے  
عجیب شے ہے یہ دل ہمارا

گزرتے جھونکوں کے کارواں نے  
یونہی کوئی راگنی سنا دی  
تو اس کے خوابوں میں جاگ اُٹھتی  
ہے خوب صورت سی شاہزادی

بہار کی رُت میں جب ہوائیں  
سُکھتی خوشبو اڑا کے لائیں  
تو اس کے ہر سمت شور کرتی  
ہیں بیتے لحوں کی اپسرائیں

جہاں کہیں ایک پل کسی نے  
اسے کبھی پیار سے بلایا  
یہ ایسا مورکھ ہے جان لے گا  
بس اب خوشی کا زمانہ آیا

منڈیریں چپ ہیں تارے جھلبل  
ہوا میں گم ہے وہ ماہِ کارِ دل  
سُنا ہوا کو، فسانے غم کے  
ارے مرے دل "ارے مرے دل"



## ایک لڑکی

ذرا اس خود اپنے ہی  
 جذبوں سے مجبور لڑکی کو دیکھو  
 جواک شاخ گل کی طرح  
 اُن گنت چاہتوں کے جھکولوں کی زد میں  
 اڑی جا رہی ہے  
 یہ لڑکی  
 جو اپنے ہی پھول ایسے کپڑوں سے شرماتی  
 آنچل سمیٹے، نگاہیں جھکاتے چلی جا رہی ہے  
 جب اپنے حیس گھر کی دہلیز پر جا کر کے گی  
 تو مکھ موڑ کر مسکراتے گی جیسے  
 ابھی اس نے اک گھات میں بیٹھے  
 دل کو پسند آنے والے  
 شکاری کو دھوکا دیا ہے

## خزاں

ہوا کی آواز  
 خشک پتوں کی سرسراہٹ سے بھر گئی ہے  
 روش روش پر فادہ پھولوں نے  
 لاکھوں نوے جگا دیے ہیں  
 سلیٹی شاہیں، بلند پیڑوں پر غل مچاتے  
 سیاہ کوڑوں کے قافلوں سے اُنی ٹہونی ہیں  
 ہر ایک جانب خزاں کے قاصد لپک رہے ہیں  
 ہر ایک جانب خزاں کی آواز گونجتی ہے  
 ہر ایک بستی کشاکش مرگ و زندگی سے نڈھال ہو کر  
 مسافروں کو پکارتی ہے کہ — ”آؤ  
 مجھ کو، خزاں کے بے مہر، تلخ احساس سے بچاؤ“

## عزم

یہ سب چاند، تارے  
 بہاریں، خزاہیں، بدلتے ہوئے موسموں کے ترانے  
 ترا حُسن، میری نم آلود آنکھیں  
 تصور کے ایوان، نگاہوں کی کلیاں، لبوں کے فنا نے  
 یہ سب میرے سانسوں کی جادوگری ہے  
 مگر پھر بھی مجھ کو یہ غم ہے کہ جب میں مردوں گا  
 یہ سب چاند، تارے  
 بہاریں، خزاہیں  
 بدلتے ہوئے موسموں کے ترانے  
 ترا حُسن، دنیا کے رنگیں فنا نے  
 یہ سب مل کے زندہ رہیں گے  
 فقط اک مری اشک آلود آنکھیں نہ ہوں گی — !

## من مُورکھ

دل کہتا ہے، اس دنیا میں  
 کوئی تو ایسی تار ملے  
 جس کے روپ کو جو بھی دیکھے  
 اس کے من کا کنول کھلے  
 سب جگ چھوڑ کے وہ، بس ہم سے  
 پریم کی بات نبھائے  
 جب بھی ہم پردیں سدھاریں  
 رو رو نہیں گنواے  
 وہ ہم کو اس امر پریم کے  
 لاکھوں گیت سنائے

## پت جھڑ

وہ دن بھی آنے والا ہے  
جب تیری ان کالی آنکھوں میں ہر جذبہ مٹ جائے گا

تیرے بال، جنہیں دیکھیں — تو  
ساون کی گنگھور گھٹائیں، آنکھوں میں لہرائی آئیں  
ہونٹ رسیلے

دھیان میں لاکھوں پھولوں کی مہکار جگائیں

وہ دن دور نہیں جب ان پر  
پت جھڑ کی رُت چھا جائے گی  
اور اُس پت جھڑ کے موسم کی  
کسی اکیلی شام کی چُپ میں؟  
گتے دنوں کی یاد آئے گی

جیسے کوئی کسی جنگل میں گیت سہانے گاتا ہے  
تجھ کو باس بلاتا ہے —

جس کی کھوج میں دنیا والے  
گھاٹ گھاٹ کا بس پی آئے  
انجانے دیووں میں پھرتے  
دھیان میں ایسی گوری آئے  
جو سکھیوں سے دُور، اکیلی  
اپنی یاد میں جلتی جائے

## سراپا

اس کی آنکھیں کالے بھوروں کی حزیں گنجا رہیں  
ہونٹ اس کے عطر میں بھیگے ہوتے یا قوت کی مہکار ہیں  
اس کی گردن جیسے مینائے شراب  
اس کے نازک ہاتھ جیسے باغ میں رنگیں گلاب  
بال اس کے کالی مٹھل کا حسیں انسا رہیں  
دانت جیسے موتے کا خوب صورت ہار ہیں  
یہ بھنویں ہیں یا گھٹائیں جھوم کر آئی ہوئیں؟  
اور پلکیں کوہِ غم کو چوم کر آئی ہوئیں؟  
پیٹ — مرم کی تراشیدہ چٹان  
ناف — شکھ کے نشے میں سویا مکان  
ساق — پورے چاند کی پہلی سُرِ پُلی تان ہے  
سینہ — شیریں شہد میں ڈوبا ہوا پیکان ہے

اس کی ریشم سی کر کھاتی ہے بل وقتِ خرام  
اس کے کولھے دیکھنے والی نگاہوں کے لیے ہیں تنگ دام  
اس کی رنگت شرم سے گلنار ہے  
اس کا ہر جذبہ ہوائے عشق سے سرشار ہے

## برہا کا گیت

بچھڑ کے جانے والے لوگو  
جب بھی رات کو بادل برسے  
ہم کو دھیان میں لا کر اتنا روؤ کہ آنکھوں کا کاجل  
بہہ کر سندرگال بھگو دے

بچھڑ کے جانے والے لوگو  
جب بھی رات کو بجلی چمکے  
چاہت کے سنگیت سُنا کر ہمیں مِلاؤ  
ہم بھی ہوا کے جھونکوں میں  
ہر اجڑے نگر میں جاتے ہیں  
اور گیت پرانے گاتے ہیں

## غزل

اشکِ رواں کی نہر ہے اور ہم ہیں دوستو  
اُس بے وفا کا شہر ہے اور ہم ہیں دوستو

یہ اجنبی سی منزلیں اور رستگیاں کی یاد  
تنہائیوں کا زہر ہے اور ہم ہیں دوستو

لائی ہے اب اڑا کے گئے موسموں کی باس  
برکھا کی رُت کا قہر ہے اور ہم ہیں دوستو

دل کو جو ہم نکست مہ سے اھو کیے  
راتوں کا پچھلا پہر ہے اور ہم ہیں دوستو

پھرتے ہیں مثلِ موج ہوا شہر شہر میں  
آوارگی کی لہر ہے اور ہم ہیں دوستو

آنکھوں میں اُڑ رہی ہے لٹی محفلوں کی دھول  
عبرت سرائے دہر ہے اور ہم ہیں دوستو



## پریم کہانی

دُور کہیں اک مدھوبن ہے  
اُس بن کا ہریٹ ہر اس ہے  
اُس بن میں اک موہ بھر ہے

اُس میں کوتلیں رہتی ہیں  
دن کو سکھ کی تان اڑا کر  
رات کو وہ دُکھ سہتی ہیں

اُس بن میں اک بھولی رادھا  
شیام سے ملنے آتی تھی  
جب اس کو نہیں پاتی تھی  
تو رورونین گنوا تی تھی

## ملن کی رات

اے دوشیزہ! مت گھبرا  
اب سورج ڈوبنے والا ہے  
سورج ڈوب کے ایک اندھیری کالی رات کو لائے گا  
لاکھوں اُن ہونی باتوں کا میلہ دھیان میں لائے گا  
پھر بادل گھر کر آئیں گے  
گر ج گر ج کر، چمک چمک کر تیرا جی دہلائیں گے  
برکھا کے اُس سناٹے میں، مکٹ سجاے  
اک متوالا آئے گا  
ساتھ تجھے لے جائے گا



## رات کی اذیت

رات بے حد چپ ہے اور اس کا اندھیر شرمیلیں  
شام پڑتے ہی دکتے تھے جو رنگوں کے نکلیں  
دُور تک بھی اب کہیں ان کا نشان ملتا نہیں

اب تو بڑھتا آتے گا گھنگھور بادل چاہ کا  
اس میں بہتی آتے گی اک مدھ بھری میٹھی صدا  
دل کے سونے شہر میں گونجے گا نغمہ چاہ کا

رات کے پردے میں چھپ کر خوں رُللاتی چاہ تو  
اس قدر کیوں دُور ہو مجھ سے ذرا یہ تو کہو  
میرے پاس آ کر کبھی میری کہانی بھی سُنو

سسکیاں لیتی ہوائیں کہہ رہی ہیں ”چپ رہو“

پریم کی اس متوالی کھف کو  
کئی زمانے بیت گئے ہیں  
اُس جگہ کی ہر تان مٹی ہے  
اس جگہ کے سب گئی گئے ہیں

وہ مدھوبن اب تک فیسا ہے  
اُس بن کا ہر پڑ ہر اس ہے  
اُس بن میں ایک موہ بھرا ہے

## غزل

اُن سے نین ملا کے دیکھو  
یہ دھوکا بھی کھا کے دیکھو

دُوری میں کیا بھید چھپا ہے  
اس کا کھوج لگا کے دیکھو

کسی اکیلی شام کی چپ میں  
گیت پرانے گا کے دیکھو

آج کی رات بہت کالی ہے  
سوچ کے دیپ جلا کے دیکھو

دل کا گھر سمنان پڑا ہے  
وگھ کی دھوم مچا کے دیکھو

جاگ جاگ کر عمر کٹی ہے  
نیند کے دوارے جاگ کے دیکھو

## میرا سین

یوں تو اس من موہنے دیں کی ہر بالا مدھو بالا ہے  
اس کے ہر اک انگ میں مینھی کا مناؤں کا بھالا ہے  
اس کے مکھ کا جو بھی بول ہے جادو کرنے والا ہے

پراک کنیا ایسی ہے جو روپ میں سب سے نیاری ہے  
اس کی ہر چھپ چاہنے والے دل میں دکھ کی کیا رہی ہے

وہ چھپ چھپ کر دُور دُور سے آنکھوں میں سکتی ہے  
ہونٹوں کی پیاس بڑھاتی ہے اور دل میں اندھیرا لاتی ہے

## لیلیٰ

رات کی اُونچی فصیلوں پر دمکتے، لال ہونٹوں والی کالی حبشیں نچر بکعت  
اور فصیلوں سے گھرے جادو بھرے شہروں کی دھندلی روشنی میں ہر طرف  
دائروں میں گیت گاتی دہنوں کے مرمریں ہاتھوں میں نبھتے زرد دوف

شش جہت کی تیرگی میں دم بدم بڑھنے لگی ہے مورنپھوں کی صدا  
چھا رہا ہے کھڑکیوں پر سرنگوں، پھولوں بھری سیلوں کا رنگیں سلسلا؟  
لگ رہا ہے سُرخ ریشم سے سجے کمروں میں شرمیلی نگاہوں کا سیلا جمگھٹا؟

کس حسیں، خاموش گلشن میں کھلا ہے میری چاہت کا دمکتی پنکھڑیوں والا گلاب  
کون سے جادو بھرے کوچے میں بہتی ہے اُن آنکھوں کی خمار آگیاں شراب  
کب فصیلِ شب کے اک پوشیدہ دروازے سے جھانکے گا وہ چمکیلا شراب  
بول! اے بادِ شبانہ کے نرالے نقش دکھلاتے ہوئے گونگے رباب

## طلسمات

پرے سے دیکھو تو صرف خوشبو قریب تو اک نگر ہے

طلسمی رنگوں سے بھیگتے گھر نسانی سانسوں سے بند گلیاں  
نموش محلوں میں خوب صورت طلائی شکلوں کی رنگِ لیاں  
کسی درتپے کی حق کے پیچھے دھکتے ہونٹوں کی سُرخ کلیاں  
پیسے سے تلمتی ہر اک نظر اس نگر کی راہوں سے بے خبر ہے

حنائی انگشت کا اشارہ بجائی آنکھوں کی مسکراہٹ  
کبھی یونہی راہ چلتے اک ریشمی دوپٹے کی سرسراہٹ  
سیاہ راتوں کو ہولے ہولے قریب آتی ہوتی سی آہٹ  
یہ ساری راہیں ہیں اُس نگر کی جو دائمی آنسوؤں کا گھر ہے

## آتما کاروگ

شراب دے کے جا چکے ہیں سخت دل مہاتما  
سے کی قید گاہ میں بھٹک رہی ہے آتما

کہیں سلونے شام ہیں نہ گویوں کا پھاگ ہے  
نہ پائلوں کا شور ہے نہ بانسری کا راگ ہے  
بس اک اکیلی رادھیکا ہے اور دھک کی آگ ہے

ڈراؤنی صداؤں سے بھری ہیں رات کی گھائیں  
اُداس ہو کے سُن رہی ہیں دیوتاؤں کی کتھائیں  
بہت پُرانے مندروں میں رہنے والی لہرائیں  
ہوئیں ہوائیں تیز تر بڑھی بنوں کی سائیں

## دُوری

دُور ہی دُور رہی بس مجھ سے  
پاس وہ میرے آنہ سکی تھی  
لیکن اس کو چاہ تھی میری  
وہ یہ بھید چھپانہ سکی تھی

اب وہ کہاں ہے اور کیسی ہے  
یہ تو کوئی بتانہ سکے گا  
پر کوئی اس کی نظروں کو  
میرے دل سے مٹانہ سکے گا

اب وہ خواب میں دِلن بن کر  
میرے پاس چلی آتی ہے  
میں اس کو تکتا رہتا ہوں  
لیکن وہ روتی جاتی ہے

## موت

ہر طرف خاموش گلیاں زرد رو گونگے مکین  
اُجڑے اُجڑے بام و در اور سونے سونے نشیں  
مٹیوں پر ایک گہری خامشی سایہ فنگن  
رینگ کر چلتی ہوا کی بھی صدا آتی نہیں  
اس سکوتِ غم فزا میں اک طلسمی ناز نہیں  
سُرخ گہرے سُرخ لب اور چاند سی پیلی جبیں  
آنکھ کے مہم اشارے سے بلاتی سے مجھے  
ایک پُر اسرار عشرت کا خزانہ ہے وہ چشمِ دل نشیں

## حقیقت

نہ تو حقیقت ہے اور نہ میں ہوں  
نہ تیری مری دنیا کے قصے  
نہ برکھارت کی سیاہ راتوں میں  
راستہ بھول کر بھٹکتی ہوئی سبیل ناریوں کے جھرمٹ  
نہ اُجڑے نگروں میں خاک اُڑاتے  
فسردہ دل پریمیوں کے نوے  
اگر حقیقت ہے کچھ تو یہ اک ہوا کا جھونکا  
جو ابتدا سے سفر میں ہے  
اور جو انتہا تک سفر کرے گا



## کون

کوئی شام کے وقت  
نظروں کی حد پر کھڑے سبز جنگل میں جاتے  
تو اس کو ہوا میں  
غموں کی حکایت سے لبریز اک تان سننے میں آتے  
کسی رات کی نیلی چُپ میں  
اگر میں کبھی اُن گلوں سے لدی چوٹیوں پر کھڑا ہو کے  
تاروں کو چھونے کی کوشش کروں تو  
کوئی روکے کہتا ہے: ”یہ ممت کر“  
کہو کون ہے یہ، جو چُپ کر  
سِرِ رگِ زار اُڑنے والے حسین آنچلوں کے مدھر راگ میں  
ایک جاں لیوا دکھ کی جلن گھولتا ہے

## غزل

اس مینہ سے بھری شب میں بجلی جو کڑک جائے  
اس شوخ کا ننھا سادل ڈر سے دھڑک جائے  
اس سمت چلو تم بھی اے بھٹکے ہوئے لوگو  
جس سمت یہ دیراں سی چپ چاپ ٹرک جائے  
یہ ڈوبتا سورج اور اس کی لبِ بام آمد  
تا حدِ نظر اُس کے آنچل کی بھڑک جائے  
گلشن کی خموشی تو اب جی کو ڈراتی ہے  
کوئی بھی ہو جس سے پتہ ہی کھڑک جائے!  
مدت سے جو روٹھے ہیں اور مجھ سے نہیں ملتے  
گر شعر مرے سن لیں جی اُن کا پھر کڑک جائے

کہو کون ہے؟  
 جس نے ہر سبز جنگل میں چلتی ہو اؤل  
 گلوں سے لدی چوٹیوں پر چمکتے ستاروں  
 کو دکھ کی امرتان سے بھر دیا ہے  
 کہو کون ہے؟

## اشارے

شہر کے مکانوں کے  
 سرد سائبانوں کے  
 دلربا، تھکے سائے  
 خواہشوں سے گھبرائے  
 رہرووں سے کہتے ہیں  
 رات کتنی ویراں ہے  
 موت بال افشاں ہے  
 اس گھنے اندھیرے میں  
 خواہشوں کے ڈیرے ہیں  
 دل کے چور بستے ہیں  
 ان کے پاس جلنے کے  
 لاکھ چور رستے ہیں



## کال

رمِ جھم رمِ جھم بادل برسے بجلی شور مچائے  
اُجڑے ہوئے نگر وں میں بنے والے دھندلے سائے  
کالی رات کا روپ دھار کر مجھے ڈرانے آئے

دل دہلانے والی آوازوں کا جادو حباگا  
پاگل جھونکوں کے ڈر سے ہر گھر کا اُجالا بھاگا  
دُکھ کے بوجھ سے ٹوٹ رہا ہے موہ کا کچا دھاگا

ایک ہی جلتی سوچ کی گئی ہر دے کو کلیائے  
کیا ہو، جو اس کالی رات کی بھور بھی نہ آئے  
گلی گلی کے دیپ بجھاتی برکھا بڑھتی آئے

## غزل

یہ لڑکی جو اس وقت سرِ بام کھڑی ہے  
اُڑتا ہوا بادل ہے کہ پھولوں کی لڑی ہے

شرماتے ہوئے بندِ قبا کھولے ہیں اس نے  
یہ شب کے اندھیروں کے نہکنے کی گھڑی ہے

اک پرہیز سُرخ کا جلوہ ہے نظر میں  
اک شکل نیکنے کی طرح دل میں جڑی ہے

کھلتا تھا کبھی جس میں تمنا کا شکوفہ  
کھڑکی وہ بڑی دیر سے ویران پڑی ہے

طاؤس کی آواز سے روشن ہے شبِ تار  
صدِ نعمتِ ناہید یہ سادون کی جھڑی ہے

## خلش

وہ خوب صورت لڑکیاں  
 دشتِ وفا کی ہریاں  
 شہرِ شبِ مہتاب کی  
 بے چین جادو گریاں  
 جو بادلوں میں کھو گئیں  
 نظروں سے اوجھل ہو گئیں  
 اب سرد، کالی رات کو  
 آنکھوں میں گہرا غم لیے  
 اشکوں کی بہتی نہریں  
 گلزارِ چہرے نم کیے  
 ہستی کا سرحد سے پرے  
 خوابوں کی سنگیں اوٹے  
 کہتی ہیں مجھ کو تے وفا!  
 ہم سے بچھڑ کر کیا تجھے  
 مسکھ کا خزانہ مل گیا؟

## زندال

شام ہوتے ہی شرابِ عشق پی کر جھومتی شہزادیاں  
 دُوریوں پر سکراتی نازنینوں کی حبس آبادیاں  
 خواہشوں کی آگ میں دن رات جلتے گلابِ دن  
 اطلس و زربفت کے محلوں کی تنہائی میں روتے سیم تن

شرم کی خوشبو سے جھکتی جا رہی معصوم چنچل لڑکیاں  
 اپنی محبوباؤں کے گلریز پہلو میں بہکتے نوجواں  
 اُجڑے شہروں کے مکانوں کے اکیلے نوحہ خواں  
 اپنے اپنے دائرے میں ہر کوئی بے چین ہے  
 گردِ بادِ یاس و غم میں گم ہے یہ کون و مکان

## شبِ جنوں

جب بنِ سیاہ رات کے تاروں سے بھر گئے  
 گنجِ چمن میں چمکے شگوفے نئے نئے  
 مجھ کو ہوانے بات سمجھائی عجیب سی  
 بادل میں ایک شکل دکھائی عجیب سی  
 چاند آسماں کی سیج پہ سویا ہوا ملا  
 رنگِ گلِ انار میں لتھڑا ہوا ملا  
 اے عاشقانِ حسنِ ازل! غور سے سنو  
 یہ داستانِ جنگ و جدل غور سے سنو  
 میں برگِ بے نوا تو نہیں ہوں کہ چپ ہوں  
 دل کے کسی بھی شعلے کو عریاں نہ کر سکوں  
 میں تیغِ ماتھ میں لیے سوتے فلک گیا  
 جذبوں کے رس سے مہکے ہوئے چاند تک گیا  
 کافی تھا ایک وار مری تیغِ تیز کا  
 مہتاب کے بدن سے لہو پھوٹ کر بہا

## آخری عمر کی باتیں

وہ میری آنکھوں پر جھک کر کہتی ہے ”میں ہوں“  
 اس کا سانس مرے ہونٹوں کو چھو کر کہتا ہے ”میں ہوں“  
 سونی دیواروں کی خموشی سرگوشی میں کہتی ہے ”میں ہوں“  
 ”ہم گھائل ہیں“ سب کہتے ہیں  
 میں بھی کہتا ہوں — ”میں ہوں“

## پاگل پن

اک پردہ کالی محفل کا آنکھوں پر چھانے لگتا ہے  
 اک بھنور ہزاروں شکلوں کا دل کو دہلانے لگتا ہے  
 اک تیز حنائی خوشبو سے ہر سانس چمکنے لگتا ہے  
 اک پھول طلسمی رنگوں کا گلیوں میں دیکھنے لگتا ہے  
 سانپوں سے بھرے اک جنگل کی آواز سنائی دیتی ہے  
 ہر اینٹ مکانوں کے چھتوں کی خون دکھاتی دیتی ہے

## بے بسی

پہلے بھڑکی سسکی کی گہری رات میں چھوٹی نہیں  
 جوتے خون کوہِ سید کی آنکھ سے پھوٹی نہیں  
 خیمہ غم کی طنابِ ریشمیں ٹوٹی نہیں  
 تیرگی کے راہِ زن نے دُختِ زر کوئی نہیں

کشتیِ دل بحرِ غم کی موج میں کھیتے رہو  
 اپنے ہی خوں کے چراغاں کے مزے لیتے رہو  
 عمر بھر شب کے اندھیرے کو صدا دیتے رہو



## جادو کا کھیل

رنگ برنگے شیشوں والی کھڑکی بند پڑی ہے اب  
وہ لڑکی جو اس میں کھڑی لوگوں کو خواب دکھاتی تھی  
کالی کالی راتوں میں ہونٹوں کی شمع جلاتی تھی  
تیز نگاہوں کی بجلی سے سبکے ہوش اڑاتی تھی  
دستِ جنائی کے شعلے سے حق میں آگ لگاتی تھی  
اب وہ دلوں سے کھیلنے والی لڑکی تو ہے بیا ہی گئی  
سنّتے ہیں وہ لڑکی جاتے وقت بہت ہی روتی تھی  
یوں لگتا تھا اُس کی کوئی قیمتی سی شے کھوئی تھی

## غزل

وہ جو میرے پاس سے ہو کر کسی کے گھر گیا  
ریشمی ملبوس کی خوشبو سے جادو کر گیا

اک جھلک دیکھی تھی اُس روتے دلار کی کبھی  
پھر نہ آنکھوں سے وہ ایسا دلربا منظر گیا

شہر کی گلیوں میں گہری تیسرگی گریاں رہی  
رات بادل اس طرح آتے کہ میں تو ڈر گیا

تھی وطن میں منتظر جس کی کوئی چشمِ حسیں  
وہ مسافر جانے کس صحرا میں جل کر مر گیا

صبحِ کاذب کی ہوا میں درد تھا کتنا منیر  
ریل کی سیٹی بھی تو دل ہو سے بھر گیا

## ایک رسم

شہر کے گھر سنان پڑے ہیں  
سارے لوگ گھروں سے باہر  
چاند کی پوجا کرنے گئے ہیں

وہ ویراں باغوں میں جا کر  
چاند نکلتا دیکھتے ہیں  
جب مشرق پر روشنی کا  
اک تیز نشان دمکتا ہے  
وہ سرگوشی کے بھے میں  
کچھ منتر پڑھنے لگتے ہیں

رات گئے تک اسی طرح وہ  
چاند کو جلتا دیکھتے ہیں  
دُوری کے ریگستانوں میں  
لو اگلتا دیکھتے ہیں

## بے وسائی

رنگ کی ریل کو اٹھا کر  
دُور تک جانا بہت دشوار ہے  
ہر درو دیوار سے مل کر جُدا ہوتی ہوا سے  
دیر تک نظریں ملانا بھی بہت دشوار ہے  
آنکھ کے آنسو کو

بیرے کی طرح دل میں چھپانا بھی بہت دشوار ہے  
دوریوں پر بیٹھ کر ہنستی ہیں سکھ کی دلہنیں  
شرم کے فانوس سے جلمگ ہیں شہروں کے مکاں  
جذبہ شب کی کلیدِ احمریں  
کھولتی ہے عورتوں کے سیل کا قفلِ گراں  
رینگتے چلتے ہیں دشتِ شوق میں  
حسن کے جادو میں ڈوبے محملوں کے کارواں

لاکھ کوئی دوریوں پر بیٹھ کر روتا رہے  
 رنگ کی ریل کو اٹھا کر  
 دُور تک جانا بہت دشوار تھا  
 بردر و دیوار سے مل کر جُدا ہوتی ہوا سے  
 دیر تک نظریں ملانا بھی بہت دشوار تھا

## دُور کے نگر

دُور کے نگروں میں جانے کا دل کو شوق بڑا ہے

اُن میں سکھ سے بھرے آنگن ہیں، ٹھنڈی تیز ہوا ہے  
 رنگ برنگی کامینوں کے رُوپ کا دیپ جلا ہے  
 گلیوں میں کاجل سے سجی آنکھوں کا میلہ لگا ہے

ان نگروں کی کھوج میں پھرتے جیون انت ہوا ہے



## کلپنا

رات ہے کتنی گہری کالی  
دکھ کی بات بٹھانے والی  
دُور دُور کی آوازوں کو  
اُجڑے گھروں میں لانے والی

سر پر ہے گھنگور بدریا  
دل میں لگن پر یتیم کے ملن کی  
شور مچاتی بڑھتی آئے  
تیز ہوا سونے مدهوبن کی

چڑھتا ساگر رستہ روکے  
بیرن بجلی جی کو ڈراتے  
دُور بہت ہے پی کی نگریا  
ہم سے تو اب چلا نہ جائے

## شراب

جب رات کا پہلا گجر بجے  
تب اس گوری کی سیج سجے  
آشا کا مہکتا پھول کھلے  
بچھڑا ہوا پریمی آن ملے  
میٹھی باتوں کی دھوم مچے  
جھلتے سانسوں کی راس پچے  
پھر کام کا زہری بان چلے  
گوری رو رو کر ہتھاملے

## غزل

بیگانگی کا ابرِ گراں بار کھل گیا  
شب میں نے اس کو چھڑا تو وہ یار کھل گیا

گلیوں میں شام ہوتے ہی نکلے حسین لوگ  
ہر رگزر پہ طبلہ عطا رکھل گیا

ہم نے چھپا یا لاکھ مگر چھپ نہیں سکا  
انجمِ کارِ رازِ دل زار کھل گیا

تھا عشرتِ شبانہ کی سرستوں میں بند  
بادِ سحر سے دیدہ گلبرہ کھل گیا

آیا وہ بام پر تو کچھ ایسا لگا منیر  
جیسے فلک پہ رنگ کا باز کھل گیا

## میں

میں بھی دل کے پہلانے کو کیا کیا سوانگ چاتا ہوں  
سایوں کے جھرمٹ میں بیٹھا شکھ کی سچ جاتا ہوں  
بجھتے جلتے دیکھ سے سینوں کے چاند بناتا ہوں  
آپ ہی کالی آنکھیں بن کر اپنے سلسلے آتا ہوں  
آپ ہی دکھ کا بھیس بدل کر ان کو ڈھونڈنے جاتا ہوں

## ابھیمان

میرے سوا اس سائے جگ میں کوئی نہیں دل والا  
میں ہی وہ ہوں جس کی چتا سے گھر گھر ہوا اُحب الا  
میرے ہی ہونٹوں سے لگے نیلے زہر کا پیالا  
میری طرح کوئی اپنے اہو سے ہولی کھیل کے دیکھے  
کالے کٹھن پہاڑ دکھوں کے سر پر جھیل کے دیکھے

## میں اور بادل

شام کا بادل نئے نئے انداز دکھایا کرتا ہے  
کبھی وہ ننھا بچہ بن کر میرے سامنے آتا ہے  
کبھی وہ اپنا خون بہا کر میرے جی کو ڈراتا ہے  
کبھی کسی ہنس مکھ عورت کی طرح مجھے بہلاتا ہے  
پھر آنکھوں سے اشارہ کر کے کمرے میں چھپ جاتا ہے  
اسی طرح وہ نئے نئے انداز دکھایا کرتا ہے  
جب کوئی اس کو گھور کے دیکھے ناز دکھایا کرتا ہے

## شیش محل

کس سے ملوں اور کس سے بچھڑوں اس جادو کے میلے میں  
آنکھیں اور دل دونوں مل کر پڑ گئے عجب جھیلے میں

سب کی آنکھیں سچی ہوئی ہیں ارمانوں کے پھولوں سے  
سب کے دل گھبرائے ہوئے ہیں چاہ کے تند بگولوں سے

حیرت کی تصویر بنا ہوں رنگ برنگے چپروں میں  
ایسا جو مجھ کو بہلائے، کوئی نہیں بے مہروں میں

## اُپدیش

جگمگ جگمگ کرتی آنکھیں ہیرے جیسے گال  
جادو ہے ہونٹوں میں اس کے بجلی جیسی چال  
اسکی خاتی مسٹی میں ہے عطر بھرا رومال  
جس کی مہک سے شہر بنا ہے خوشبوؤں کا جال

جو اس سارے جگمگ میں نہیں ہے اس کی چاہ میں مرنا  
یہ تو پاگل پن ہے لوگو، ایسا کبھی نہ کرنا

## پور دروانے

نگہت کی آنکھوں میں گہرے رازوں کی کچھ باتیں ہیں  
سات سمندر پار کے شہروں کی کالی برساتیں ہیں  
دیواروں سے لپٹ لپٹ کر رونے والی راتیں ہیں

نگہت کے بکھرے بالوں میں سکھ کا خزانہ ملتا ہے  
دل کو عجب خیالوں میں رہنے کا بہانہ ملتا ہے  
ایک گلابی پھول مہک کے طوفانوں میں کھلتا ہے  
کسی پرانی خواب گاہ کا ریشمی پردہ ہلتا ہے

## تنہائی

میں، نگہت اور سونا گھر  
تیز ہوا میں بجتے در  
لمبے صحن کے آخر پر  
لال گلاب کا تنہا پھول

اب میں اور یہ سونا گھر  
تیز ہوا میں بجتے در  
دیواروں پر گہرا غم  
کرتی ہے آنکھوں کو نم  
گئے دنوں کی اڑتی دھول

## غزل

رات یوں توجہ ادا تیری تھی محبوبانہ تھی  
پھر بھی کیا شے اک تری وہ چشمکِ برگانہ تھی

جب سفر سے لوٹ کر آئے تو کتنا دکھ ہوا  
اُس پرانے بام پر وہ صورتِ زینبِا تھی

کیا فراقِ یار کے قصے پہ آنکھیں نم کریں  
دل سے شعلے کا مفتِ صحبتِ دریا نہ تھی

وہ کسی کی تیز نظریں تھیں اور اپنا ہی لہو  
گرمیِ محفل کا باعثِ تندہیِ صہبانہ تھی

کیسے اپنے حال کی ان کو خبر ہوتی منیر  
خاموشیِ دیوار و در کی کچھ لبِ گویا نہ تھی

## میں، وہ اور رات

کمرے میں خاموشی ہے اور باہر رات بہت کالی ہے  
اُونچے اُونچے پیڑوں پر سیاہی نے چھاؤنی ڈالی ہے  
تیز ہوا کہتی ہے پل میں برکھا آنے والی ہے

وہ سولہ سنگار کیسے اپنی ہی سوچ میں کھوئی ہوئی ہے  
سانسوں میں وہ گہرا پن ہے جیسے بے سُد سوئی ہوئی ہے  
دل میں سوار مان ہیں لیکن میری سمت نگاہ نہیں ہے  
یوں بیٹھی ہے جیسے اس کے دل میں کسی کی چاہ نہیں ہے



## دکھ کی بات

بچھڑ گئے تو پھر بھی ملیں گے ہم دونوں اک بار  
یا اس بستی دنیا میں یا اس کی حدوں سے پار  
لیکن غم ہے تو بس اتنا جب ہم وہاں ملیں گے  
ایک دوسرے کو ہم کیسے تب پہچان سکیں گے  
یہی سوچتے اپنی جگہ پر چپ چپ کھڑے رہیں گے  
اس سے پہلے بھی ہم دونوں کہیں ضرور ملے تھے  
یہ پہچان کے نئے شگوفے پہلے کہاں کھلے تھے  
یا اس بستی دنیا میں یا اس کی حدوں سے پار  
بچھڑ گئے ہیں بل کر دونوں پہلے بھی اک بار

## صدا صحرا

چاروں سمت اندھیرا گھپ ہے، اور گھٹا گھٹا گھن گھور  
وہ کہتی ہے ”کون ہے؟“  
میں کہتا ہوں ”میں۔“  
کھولو یہ بھاری دروازہ  
مجھ کو اندر آنے دو۔“  
اس کے بعد اک لمبی چپ اور تیز ہوا کا شور



## خواب گاہ

سامنے ہے اک تماشا تے بہارِ جانتاں  
جا بجا بھری ہوئی خوشبو کی خالی شیشیاں  
سیم واپونٹوں پہ سُرخ کے بہت مدھم نشاں  
ریشمی تکیے میں پیوست اس کی رنگیں انگلیاں

دیکھ اے دل، شوق سے یہ آرزو کا کارواں  
رنگ و بو کے سلسلے، لعل و گہر کی وادیاں  
پھر نہ جانے تو کہاں اور یہ حسین منظر کہاں

## خوشی کا گیت

بیت گیا طوفان پر بیت کا  
بیت گیا طوفان  
ساری رات کٹھن تھی کتنی جیسے جلے پہاڑ  
درد کا بادل گر جا جیسے بند وقوں کی باڑ  
بجلی بن کر کڑک رہے تھے چاہت کے ارمان  
بیت گیا طوفان  
ختم ہوا وہ ارمانوں کے پاگل پن کا زور  
مدھم ہو کر مٹا سلگتی تیز ہوا کا شور  
دہک دہک کر بجھ گیا آخر یہ دل کا شمشان  
بیت گیا طوفان

## جادوگر

جب میلچی چاہے میں جادو کے کھیل دکھا سکتا ہوں  
 آندھی بن کر چل سکتا ہوں بادل بن کر چھپا سکتا ہوں  
 ہاتھ کے ایک اشارے سے پانی میں آگ لگا سکتا ہوں  
 راکھ کے ڈھیر سے تازہ رنگوں والے پھول اگا سکتا ہوں  
 اتنے اونچے آسمان کے تارے توڑ کے لا سکتا ہوں

میری عمر تو بس ایسے ہی کھیل دکھاتے گزری ہے  
 اپنی سانس کے شعلوں سے گلزار کھلاتے گزری ہے  
 جھوٹی سچی باتوں کے بازار سمجھاتے گزری ہے  
 پتھر کی دیواروں کو سنگیت سناتے گزری ہے  
 اپنے درد کو دنیا کی نظروں سے چھپاتے گزری ہے

## ایک رات کی بات

باہر بارش برس برس کر  
 میٹھے گیت سناتی ہے  
 اور کمرے کے اندر نگہت  
 مجھ کو دیکھے جاتی ہے  
 میں شرما کر کہتا ہوں  
 ”دیکھو! یہ اچھی بات نہیں  
 اسی طرح کے پاگل پن میں  
 بیت نہ جائے رات کہیں

## ایک پرانی ریت

جو بھی گھر سے جاتا ہے  
یہ کہہ کر ہی جاتا ہے  
”دیکھو، مجھ کو بھول نہ جانا  
میں پھر لوٹ کے آؤں گا  
دل کو اچھے لگنے والے  
لاکھوں تحفے لاؤں گا  
نئے نئے لوگوں کی باتیں  
آکر تمہیں سناؤں گا“  
لیکن آنکھیں تنک جاتی ہیں  
وہ واپس نہیں آتا ہے  
لوگ بہت ہیں اور وہ اکیلا  
ان میں گم ہو جاتا ہے

## غزل

ہوئے شوق کے رنگیں دیار جلنے لگے  
ہوئی جو شام تو جھکڑ عجیب چلنے لگے

نشیبِ در کی مہک راستے سجھانے لگی  
فرازِ بام کے مہتاب دل میں ڈھلنے لگے

وہاں رہے تو کسی نے بھی منہں کجاست نہ کی  
چلے وطن سے تو سب یار ہاتھ ملنے لگے

ابھی ہے وقت چلو چل کے اس کو دیکھ آئیں  
نہ جانے شمسِ رواں کب لو اُگلنے لگے

منیر چھپول سے چہرے پر اشک ڈھلکے ہیں  
کہ جیسے لعلِ سیمِ رنگ سے پگھلنے لگے

## ایک ایسی رات

کافی دیر گزرنے پر بھی جب وہ گھر نہیں آئی  
اور باہر کے آسمان پر کالا بادل کڑکا  
تو میرا دل ایک نرلے اندیشے سے دھڑکا

لاٹین کو ہاتھ میں لے کر حبیب میں باہر نکلا  
دروازے کے پاس ہی اک آئینے مجھ کو ٹوکا  
آندھی اور طوفان نے آگے بڑھ کر رستہ روکا

تیز ہوانے روکے کہا ”تم کہاں چلے ہو بھائی  
یہ تو ایسی رات ہے جس میں زہر کی مونچھ چھپی ہے  
جی کو ڈرانے والی آوازوں کی فوج چھپی ہے“

میں نے پاگل پن کی دھن میں ٹکر بھی نہیں دی  
دل نے تو دیکھے ہیں ایسے لاکھوں کھٹن زمانے  
وہ کیسے ان بھوتوں کی باتوں کو سچا جانے

جو نہی اچانک میری نظر کے سامنے بجلی چمکی  
میں نے جیسے خواب میں دیکھا اک خونیں نظارا  
جس نے میرے دل میں گہرے درد کا بھالا مارا  
خون میں لت پت پڑی ہوئی تھی اک ننگی مہ پارا

پھر گھائل چرخوں نے مل کر دہشت سی پھیلانی  
رات کے عفریتوں کا شکر مجھے ڈرا — فے آیا  
دیکھ نہ سکنے والی شکلوں نے جی کو دھسلا یا

ہمیت ناک چڑیلوں نے ہنس ہنس کر تیر چلائے  
ساتیں ساتیں کرتی ہوانے خوف کے محل بنائے

سارے تن کا زور لگا کر میں نے اسے بلایا  
”لیئے۔ لیئے۔ کہاں ہو تم؟ اب جلدی گھر

”لیئے۔ لیئے۔ کہاں ہو تم“

لیئے۔ لیئے۔ کہاں ہو تم

عفریتوں نے مری صدا کو اسی طرح دہرایا



## اپنے گھر میں

منہ دھو کر جب اس نے مرط کر میری جانب دیکھا  
مجھ کو یہ محسوس ہوا جیسے کوئی بجلی چمکی ہے  
یا جنگل کے اندھیرے میں جادو کی انگلی ٹپکی ہے

صابن کی بھینی خوشبو سے مہک گیا دالان  
اُف اُن بھگی بھگی آنکھوں میں دل کے ارمان  
موتیوں جیسے دانتوں میں وہ گہری سُرخ زبان  
دیکھ کے گال پہ ناخن کا مدھم سا لال نشان  
کوئی بھی ہوتا میری جگہ پر، ہو جاتا حیران

## غزل

رات فلک پر رنگ برنگی آگ کے گولے چھوٹے  
پھر بارش وہ زور سے برسی مہک اٹھے گل بوٹے

اس کی آنکھ کے جادو کی ہر ایک کہانی سچی  
میرے دل کے خوں ہونے کے سب افسانے جھوٹے

پہلے پہل تو جی نہ لگا پردیس کے ان لوگوں میں  
رفتہ رفتہ اپنے ہی گھر سے سارے ناطے لوٹے

یہ تو سچ ہے سب نے مل کر دلجوئی بھی کی تھی  
اپنی رسوائی کے مزے بھی سب یاروں نے لوٹے

میں جو منیر اک کمرے کی کھڑکی کے پاس سے گزرا  
اس کی حق کی تیلیوں سے ریشم کے شگوفے پھوٹے

## ایک پھیلی

آنکھوں میں اندھیری رین بھی ہے  
میری ہی طرح بے چین بھی ہے  
پر اس کی اپنی شان بھی ہے  
ہونٹوں پہ عجب مسکان بھی ہے  
اور منہ میں رنگیلا پان بھی ہے  
جب دیکھیں تو شرماتی ہے  
جب چاہیں تو گھبراتی ہے

## میں اور وہ

روزِ ازل سے وہ بھی مجھ تک آنے کی کوشش میں ہے  
روزِ ازل سے میں بھی اس سے ملنے کی کوشش میں ہوں  
لیکن میں اور وہ — ہم دونوں  
اپنی اپنی شکلوں جیسے لاکھوں گورکھ دھندوں میں  
چپ چپ اور حیران کھڑے ہیں  
کون ہے ”میں“  
اور کون ہے ”تو“  
بس اسی درد میں کھوئے ہوئے ہیں  
صبح کو ملنے والے سمجھیں  
جیسے یہ تو رہتے ہوئے ہیں



## بچوں جیسی باتیں

آج کا کام نہ کل پر ملاو  
جو کچھ لکھنا ہے لکھ ڈالو  
ادھر ادھر کی جھوٹی باتیں  
ذرا ذرا سی جیتیں مائیں  
جانے پھر کب موت آجائے  
دل کی دل ہی میں رو جائے

## قلم

شہ نشینوں پر جھکے ہیں رنگ میں بھیگے سحاب  
بہہ رہی ہے کوہِ بکوان تیز آنکھوں کی شراب  
اک نسائی سانس کی خوشبوؤں میں پٹا ہوا  
کتنا پر اسرار لگتا ہے یہ ماہِ نیم تاب

# گیت

تم جہلتی رہو — تم جہلتی رہو  
ساون کی اندھیری راتوں میں  
بادل سے بھری برساتوں میں  
چُپ رہ کر دکھ کی پیڑ سہو  
تم جہلتی رہو  
جب پشپ لت کا شور بڑھے  
اور کامنٹاؤں کا زور بڑھے  
تب کوئل، کانپتے ہر دے سے  
تم مدھر ملن کے گیت کو  
تم جہلتی رہو  
پھر پریم پیارا آتے گا  
ہر دکھ پل میں مٹ جائے گا  
اُس سے کے دھیان میں مست رہو  
تم جہلتی رہو

# قطعہ

کچھ عیشِ رائیگاں کی بھی باد و گری ہوئی  
کچھ یادِ رفتگاں سے طبیعت ڈری ہوئی  
بیٹھے ہوئے ہیں شہرِ زگاراں کے روبرو  
چلتی ہے بادِ شام غموں سے بھری ہوئی

# گیت

کس کس سے ہم پریت نبھائیں  
کون سی صورت من میں بٹھائیں  
سانچہ سویرے کس کو ڈھونڈنے  
کنج گلیوں میں جسائیں  
کس سے پریت نبھائیں

نت نئی اک سندرناری  
ہر دے بیچ سمسائے  
جس ناری کو میں چاہوں  
وہ دُور کھڑی شرمائے

ایسے بھید سمجھ نہ آئیں

لو پھر سانچہ سہانی آئی  
دھیان میں لاکھوں باتیں لائی  
سُونے گھر میں سندریوں نے  
نین جوت جلائی!

کس رادھا سنگ اس چائیں

# گیت

رادھا کے کوئل ہر دے میں کرے کا منازور  
اُس کے سُندر دھیان میں گونجے کوئلیا کا شور  
رادھا کے چنچل نمینوں میں چھائی گھاگھنگھور

آتے جاتے جھونکے اس کو دکھ کے راک سنائیں  
بند راہن کی چنچل ناریں ہنس ہنس جی کو جلاائیں  
سوتن کے سنگ راس رچلتے نرموہی چت چور

دن ڈھلتے ہی ہر آنکھ میں  
سُکھ کا جادو چھپائے  
جس کے درس کو رادھا تیسے  
وہ موہن کب آئے  
بول سے من کے مور

# گیت

لو پھر سانولی رجنی نے تاروں بھرا آنچل لہرایا  
 بیٹے ہوئے سب سے سہانے  
 گاتے ہوئے اب گیت پرانے  
 آگئے دل کا درد بڑھانے  
 دھیرے دھیرے سونے نگر پھیلی دُکھ کی چھایا  
 روپ نگر کے رہنے والو  
 جھوٹے سپنوں کے متوالو  
 آنکھوں کو کاجل سے سنوارو  
 بھولوں کو بالوں سے سجالو  
 بھور ہوئی تو مٹ جائے گی سدر رات کی مایا  
 گئے سسے کا سوگ منائیں  
 چند رماں کی جوت جلائیں  
 سندر تا کی دھوم مچائیں  
 ایسی ہی کتنی سوچوں سے جیون کا پتھی گھبرایا

# گیت

بات تو دیکھو پاگل من کی  
 چاہ کرے اُس کے جوبن کی  
 جس کا بیرا، سچ لگن کی  
 باتیں دیکھو پاگل من کی  
 جب دن کا دیکھ بچھ جائے  
 اُڈ گھمڈ کر بادل چھائے  
 اک ناری شرماتی آئے  
 آئیں گھڑیاں مدھر ملن کی  
 پسینے کب سچے ہوتے ہیں  
 پریمی تو یونہی روتے ہیں  
 جلتی رہے گی جوت لگن کی

## گیت

من مورکھ کی ایک نہ مانو  
اس کے موہ کو جھوٹا جانو  
اس کا کام ہے دھوکا کھانا  
بنجاروں سے من نہ لگانا

بستی بستی گھومنے والے  
رس کے لوبھی، یہ متوالے  
نربل سندریوں کے من میں  
چاہ کی آگ لگانے والے  
ان کی باتوں میں مت آنا  
پل بھر کی پہچان ہے ان کی  
دو گھڑیوں کا میل  
آن کی آن میں مٹ جاتا ہے  
ان کی پیت کا کھیل  
یہ کیا جانیں لاج نبھانا

## گیت

رات اندھیری، بادل برسے  
جیہا رادھڑ کے موہن ڈرے  
وہ دیکھو! اک سندر ناری  
پیا ملن کو نکلی گھر سے  
جھوم جھوم کر بادل برسے  
پریم نگر کے لوگو! آؤ!!  
اس ناری کی دھیر بندھاؤ  
ہر سونے اندھیائے پتھر پر  
ملن گیت کے دیپ جلاؤ  
گوری آئی روپ نگر سے  
دیکھو رے اک سندر ناری  
پیا ملن کو نکلی گھر سے  
جھوم جھوم کر بادل برسے

# گیت

ڈوب گیا اب شام کا سورج آتی کالی رات  
 اب تو دل میں درد بے گانینوں میں برسات  
 آتی کالی رات  
 پنی درشن کوچ کر نکلی ہر ابسیلی نار  
 دور دیس کی زادھا جائے کس موہن کے دوار  
 کیسے بنے گی بات  
 ندی کنارے گانے والو، سونے دوار باؤ  
 بچھڑ گئے جو میت پرانے رو روا نہیں بلاؤ  
 ہوئی پریت کی مات